مولانا محمد ابراہیم فانی
مرتب: مولانا شوکت اللہ حقانی

داستانِ دلکشاء درزمانِ ابتلاء

جناب مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب، دارالعلوم حقانیہ کے جید استاذ الحدیث ہونے کیساتھ ساتھ کہنہ مشق شاعر، ادیب، مصنف ومحقق ہیں، تقریباً پینتیس سال سے دارالعلوم حقانیہ میں منصب تدریس پر فائز ہیں۔ گزشتہ دنوں ذیابیطس کے مرض نے شدت اختیار کر کے موصوف کے دونوں گردوں کو متاثر کیا، جس کی وجہ سے ابھی تک حیات آباد میڈیکل کمپلیکس کڈنی سنٹر پشاور میں زیر علاج ہیں۔ قارئین الحق سے ان کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعاؤں کی اپیل بھی کی جاتی ہے۔ موصوف نے آئی سی یو جیسی نازک جگہ میں بھی کتاب وقلم اور ادب وشاعری سے رشتہ جوڑے رکھا اور شدید بیماری بلکہ غنودگی کی حالت میں اپنی یاداشتیں لکھنا شروع کیں، جسکا پہلا حصہ نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

رودادِ ادیبہ: لندن سے ایک پشتو ادیبہ نے مجھے فون کیا اور یہ بات کہہ رہی تھیں کہ مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں کہ آپ کو فانی کہوں اور پھر یہ کہ ہر ایک شخص فانی ہے تو یہ تخصیص آپ نے اپنے ساتھ کیوں کی ہے؟ تو میں نے ان سے کہا کہ کل من علیھا فان انہوں نے کہا تو اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ یہ اسی حدیث کا مفہوم ہے کہ موتوا قبل ان تموتوا اور یہ مرزا غالب کے شعر کے حوالے سے ہے غالباً

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے　　جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

اور پشتو میں ہمارے رحمان بابا فرماتے ہیں۔

چه د هجران هسے سختي لري رحمانه　　لا پخوا ترهغې دمه ولې نه مرم

پھر اسی طرح اسی نے میرے شعر کے بارے میں میرے ساتھ رابطہ کیا، میری شاعری کے بارے میں، کہ اس میں بہت درد ہے، تو اس درد کا سبب کیا ہے؟ یہ اپنی کسی رشتہ دار سے پوچھا تھا، تو انہوں نے مجھے کہا کہ اسی نے ایک شکایت کی ہے اور ایک سوال پوچھا ہے کہ اس کے اشعار میں بہت درد ہے تو میں نے اسے کہا کہ ابھی میں جواب نہیں دے سکتا اگر رابطہ ہو جائے تو انہی کے ساتھ بات بھی ہو جائے گی اور انہی کو جواب بھی دینا پڑے گا۔ چنانچہ کچھ دنوں بعد انہی کے ساتھ رابطہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ اگر کوئی نئی غزل ہو تو میں نے کہا کہ پشتو زبان کی ہو یا اردو کی تو انہوں نے کہا کہ پشتو زبان کی تو میں نے کہا کہ ایک تازہ غزل کے چند اشعار ہیں۔

عشق دچشم نم قصه ده دا پوښتنه مه کوه　　یادجام جم قصه ده دا پوښتنه مه کوه

یہ کتاب بھی موجود ہے پھر اس میں یہ بھی ہے کہ

مینه د وجدان او د احساس او د کیفونو نوم   بیا د کوم عالم قصه ده دا پوښتنه مه کوه

تو انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھے جواب دیا اور لاجواب کردیا (۱۲ر فروری ۲۰۱۴ء بوقت رات 10:20 بجے)

دا چمن به په بهار وی زربه راشم

دا چمن بهٔ په بهار وی زر بهٔ راشم   میکده به پُرخمار وی زربهٔ راشم
هرطرف ته بهٔ یونبکلے رونق جوړ وی   ټول چمن به لاله زار وی زر بهٔ راشم
اے یارانو گورئ ډیر زما یادیگی   زړه بهٔ سنگه م هیسار وی زر به راشم
په دیدن به می زړ گے تروتازه شی   ستا په حسن به نثار وی زر به راشم
بے له ستاسو گزاره زما نه کیگی   لکه کب چی بے قرار وی زر به راشم
په چمن کنبے بهٔ زه هره غوټئ خکل کړم   دا گلشن به په سنگار وی زر بهٔ راشم
د گلشن هره کلیٔ بهٔ راته وائی   دا احساس بهٔ ورته هار وی زربهٔ راشم
هرطرف ته بهٔ یورنگ وی یومنظر وی   گل ورینه به م لار وی زر بهٔ راشم
اے فانی دغه دنیا ده دائے رنگ دے   روحانی بهٔ کاروبار وی زربهٔ راشم

(۱۲ر فروری ۲۰۱۴ء بروز بدھ، بوقت سہ پہر 4:30 بجے)

ڈاکٹر طاہر القادری، علامہ شاہ احمد نورانی اور مولانا فضل الرحمٰن:

اس مجلس کی روداد فانی صاحب نے سنائی اور اس کا پس منظر یہ ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب کے برادر شیخ الحدیث حضرت مولانا اُسید اللہ صاحب نے انتقال فرمایا تو ہم جنازے میں تو شریک نہیں ہوسکے البتہ تعزیت میں شریک ہوئے، اس کے کچھ عرصہ بعد خبر آئی کہ مولانا فضل الرحمٰن، مولانا مغفور اللہ صاحب کے پاس تشریف لا رہے ہیں، تو ہم اُن سے ملنے کے لئے وہاں چلے گئے وہاں پر مولانا فضل الرحمٰن نے مجھے دیکھتے ہی فانی بدایونی کا یہ شعر کہا کہ

ہم نے فانی ڈوبتی دیکھی ہے نبض کائنات   جب مزاج یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

تو پھر جب دوبارہ مولانا فضل الرحمٰن، مولانا انوار الحق صاحب کے ہاں تعزیت کے لئے تشریف لائے تو فانی صاحب نے کہا کہ میں بہت خوش ہوا اور میں نے یہ موقع غنیمت جانا۔ پھر ہماری مجلس شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب کی بیٹھک میں ہوئی اور ان کے ساتھ ہمارے دیر بابا، شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ صاحب اور دیگر اساتذہ کرام و مہمان مل کر بیٹھے تھے۔ فانی صاحب کہتے ہیں کہ جب میں حاضر ہوا تو دیر بابا جی نے فرمایا کہ اب یہ ابراہیم فانی صاحب عجائب وغرائب سنائے گا، فانی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یہ تو مجلسِ تعزیت ہے کوئی نغمہ شادی تو نہیں۔ اسی دوران طاہر القادری کا تذکرہ چل گیا کیونکہ انہوں نے لاہور میں بہت بڑا

جلسہ کیا جس میں تمام پاکستانیوں کو مدعو کیا تھا اور اس جلسے نے تمام پاکستانیوں کو بہت مرعوب کیا تھا تو اس جلسے کی بات چل رہی تھی، مولانا فضل علی حقانی نے فرمایا اور مولانا فضل الرحمٰن نے بھی کہ یہ ایک ڈرامہ اور شعبدہ بازی ہے پھر اس کے متعلق بات چلی (طاہر القادری کے متعلق) تو مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ اس نے تو مہدویت کا دعویٰ کیا ہے ان کا یہ دعوی میں نے جمعیۃ علماء پاکستان کے سابق امیر مولانا شاہ احمد نورانی سے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا انہوں نے کہا کہ یہ کہاں سے مہدی بن گیا' مہدی تو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ان یکون من عترتی اور یہ تو ترکھان کا بچہ ہے' یہ کب دعویٰ کرسکتا ہے' پھر مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ اس کی ایک فلم آئی ہے اور وہ فلم بہت مشہور ہے جس میں یہ ایک شخص کی وفات اور دفن کے بعد اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کو تلقین کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم سے پوچھے گا تم خدا کو مانتے ہو اور تم سے پوچھے گا کہ رسول کو مانتے ہو تو یہ جواب دو گے تو فانی صاحب نے ازراہ مزاح کہا کہ جب ہلاکو خان کی ماں کا انتقال ہوگیا' تو محقق طوسی ان کے بہت ہی قریبی وزیر تھے' ان کا ایک ساتھی بھی تھا' وہ دونوں بہت غالی شیعہ تھے اور عالم اسلام کو بہت نقصان پہنچایا تھا' ایک کا نام محقق طوسی تھا اور دوسرا اس کا ساتھی تھا' مجھے اس کا نام یاد نہیں اور وہ محقق طوسی کے ساتھ حسد کرتا تھا اس نے جانا کہ یہ موقع ہے کہ ہلاکو خان کی ماں مرگئی ہے تو اس نے چپکے سے ہلاکو خان کو کہا کہ اماں جی تو وفات پاگئیں اور یہ بہت بڑا سانحہ ہے لیکن خطرناک بات یہ ہے کہ اس سے خطرناک سوالات پوچھے جائیں گے۔ اور وہ بہت کمزور ہے تو ان کو جوابات دینے میں مشکل پیش آئے گی تو محقق طوسی کو اسی کے ساتھ دفن کرے کیونکہ وہ بہت بڑا عالم ہے تو ہلاکو خان کو یہ بات پسند آئی اور کہا کہ بات تو اچھی ہے' اس نے آکر محقق طوسی کو کہا کہ آپ کے ساتھی نے یہ کہا تو محقق طوسی نے ہلاکو خان کو کہا کہ اپنی والدہ کے ساتھ یہ دوسرا عالم کو دفن کرائے کیونکہ آپ کی ماں تو ضعیف اور کمزور ہے ان سے آسان سوالات پوچھے جائیں گے' یہ دوسرا عالم بخوشی اس کے جوابات دیں گے' مسئلہ آپکا ہے جب آپ مرجائیں تو آپ سے بہت سخت بازپرس ہوگی اور میں ہی تمہارے ساتھ دفن ہوجاؤنگا' چنانچہ یہ بات ہلاکو خان کو بھلی لگی اور محقق طوسی کی بات پر عمل کرکے اُس دوسرے عالم کو اپنی ماں کے ساتھ زندہ دفن کیا پھر یہ وصیت کی کہ محقق طوسی کو بھی میرے ساتھ اکٹھا قبر میں دفن کیا جائے تو میں نے کہا (فانی صاحب) کہ طاہر القادری نے جو یہ کہا کہ تم سے یہ پوچھا جائے گا اور تم یہ جواب دو گے تو یہ اس کیساتھ قبر میں گھس جائے تو دیر بابا جی نے فرمایا کہ میں نے نہ کہا تھا کہ یہ عجائب وغرائب والا ہے' کہ اپنی طرف سے قصہ گھڑ لیا اور ہمارے سامنے سنایا' مولانا فضل الرحمٰن کیساتھ آئے ہوئے ساتھیوں نے اس قصہ پر بہت خوشی کا اظہار کیا اور دوران بیان بہت متوجہ تھے جسمیں مولانا انوار الحق صاحب' مولانا مغفور اللہ بابا اور دیر بابا جی جیسی شخصیات موجود تھیں تو میں نے کہا کہ یہ تو میں تاریخ کا قصہ سناتا ہوں اپنے سینے سے نہیں اور اسی طرح چیزیں ہمیں ملی ہیں۔ خدا کرے یہ خوب مرتب لکھے جائیں اور پھر مرتب چھپ جائیں اور آج اسکا موقع اللہ کی طرف سے ہمیں یہ مل رہا ہے۔ (۱۲ر فروری رات گیارہ بجے)